



كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ إِلَّا أَصْحَابُ الْيَمِينِ



ہر شخص اپنے اعمال میں محبوس اور بنتا ہے۔ مگر دائیں ہاتھ والے

تفسیر ابن کثیر

علامہ عما الدین ابن کثیر

مترجم

مولانا محمد صاحب جونا گڑھی

المدثر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الْمُدَثَّرُ (۱)

اے کپڑہ اور ہنے والے۔

قرآن کی دوسری وحی:

جمہور کا قول یہ ہے کہ سب سے پہلی وحی افرا باسم کی آیتیں ہیں جیسے اس سورت کی تفسیر کے موقع پر آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

صیح بخاری و مسلم میں ہے کہ حضور اکرم نے وحی کے رک جانے کی حدیث بیان فرماتے ہوئے کہا کہ ایک مرتب میں چلا جا رہا تھا کہ ناگہاں آسمان کی طرف سے مجھے صدائی دی۔ میں نے لگاہ اٹھا کر دیکھا کہ جو فرشتہ میرے پاس غارہ میں آیا تھا وہ آسمان وہ میں کے درمیان ایک کرتی پر بیٹھا ہے۔ میں مارے ذرا اور گھبراہت کے زمین کی طرف جھک گیا اور گھرتے ہی کہا کہ مجھے کپڑوں سے ڈھانپ و چانپی گھروالوں نے مجھے کپڑے اور ہادیجے اور سورہ مدثر کی فاہجر تک کی آئیں اتریں۔

يٰإِيَّهَا الْمُدَّرُ ۖ قُمْ فَأَنذِرْ ۖ وَرَبَّكَ فَكَبِرْ ۖ وَثَيَابَكَ فَطَهِرْ ۖ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ

ابو سلم فرماتے ہیں رجز سے مراد بت ہیں۔

پھر وحی برآ رہتا ہے تو زگرماً گرمی سے آنے لگی۔ یعنی بخاری کے ہیں اور یہی سیاق محفوظ ہے۔

اس سے صاف پیدا چلتا ہے کہ اس سے پہلے بھی کوئی وحی آئی تھی کیونکہ اپنے فرمان موجود ہے کہ یہ وہ تھا جو غارہ میں میرے پاس آیا تھا۔ یعنی حضرت جبریل جب غارہ میں سورہ اقران کی آئینی مالم یعلم پڑھائی گئی تھیں۔

أَفْرَا بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۖ خَلَقَ الْإِنْسَنَ مِنْ عَلْقٍ ۖ أَفْرَا وَرَبَّكَ الْأَكْرَمُ ۖ

الَّذِي عَلَمَ بِالْقَلْمَ ۖ عَلَمَ الْإِنْسَنَ مَا لَمْ يَعْلَمْ

پس اسکے بعد وحی کچھ زمانہ تک نہ آتی۔ پھر جو انکی امد شروع ہوئی اس میں سب سے پہلی وحی سورہ مدثر کی ابتدائی آئینی تھیں۔

در اصل سب سے پہلی وحی تو اقران کی آئینی ہیں۔ پھر وحی کے رک جانے کے بعد سب سے پہلی وحی اس سورت کی آئینی ہیں۔ انکی تائید مند احمدی احادیث سے بھی ہوتی ہے جن میں ہے کہ وحی رک جانے کے بعد پہلی وحی اس سورت کی ابتدائی آئینی ہیں۔

سورہ کاشان نزول:

طبرانی میں اس سورت کاشان نزول یہ مردی ہے کہ ولید بن مغیرہ نے قریشیوں کی دعوت کی جب کھالپی چھے تو کہنے لگا۔ تم اس شخص کی بابت کیا کہتے ہو؟ تو بعضوں نے کہ جادوگر ہے۔ بعض نے کہا نہیں ہے۔ بعضوں نے کہا کہا ہے۔ کسی نے کہا کہا ہے۔ نہیں ہے۔ بعضوں نے کہا شاعر ہے۔ بعض نے کہا شاعر نہیں ہے۔ بعض نے کہا اسکا یہ کلام یعنی قرآن منقول جادو ہے۔ چنانچہ اس پر اجتہاد ہو گیا کہ انہیں منقول جادوگر کہا جائے۔

حضرت کو جب یہ اطلاع پہنچی تو غمکن ہوئے اور سر پر کپڑا اوزہ بھی لیا جس پر یہ آئینی فاصلہ تک اتریں۔

يٰإِيَّهَا الْمُدَّرُ ۖ قُمْ فَأَنذِرْ ۖ وَرَبَّكَ فَكَبِرْ ۖ وَثَيَابَكَ فَطَهِرْ ۖ

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۖ وَلَا تَمْنُنْ شَتَّكِثُرْ ۖ وَلَرَبَّكَ فَاصْبِرْ ۖ

فُمْ فَانِدْرُ (۲)

کھڑا ہو جا اور آگاہ کر دئے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کھڑا ہو جاؤ یعنی عزم اور قوی ارادے کے ساتھ کمر بستہ اور تیار ہو جاؤ اور لوگوں کو ہماری ذات سے جہنم سے انکے بد اعمال کی سزا سے ڈرا دا لے کان کھڑا کر دو اسے غفلت کو دور کرو۔ پہلی وحی سے نبوت کے ساتھ حضور اکرمؐ کو ممتاز کیا گیا اور اس وحی سے آپ رسولؐ بنائے گئے۔

وَرَبَّكَ فَكَبَرُ (۳)

اور اپنے رب ہی کی بڑائی بیان کر

وَثَيَابَكَ فَطَهَرُ (۴)

اسینے کپڑوں کو پاک رکھا کر

اور اپنے رب ہی کی تعظیم کرو اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو۔ یعنی معصیت بد عہدی وعدہ شکنی وغیرہ سے بچتے رہو۔ عربی محاورے میں یہ براہ راستا ہے کہ کپڑا یا کپڑے کا کام ہیں نہ جادو گریں یہ لوگ کچھ ہی کہا کریں آپ پرداہ بھی نہ کریں۔ یہ بھی مطلب کہا گیا ہے کہ دراصل آپ نہ تو کام ہیں نہ جادو گریں یہ لوگ کچھ ہی کہا کریں آپ پرداہ بھی نہ کریں۔ عربی محاورے میں جو معصیت آؤ د بد عہد ہوا سے میلے اور گندے کپڑوں والا کہتے ہیں اور جو عصمت آتا پا بندہ وعدہ ہو اسے پاک کپڑوں والا کہتے ہیں۔

حضرت سعید ابن جبیرؓ سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ اپنے دل کو اور اپنی نیت کو صاف رکھو۔ محمد بن کعب القرنيؓ اور حضرت حسنؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ اپنے اخلاق کو بچھ رکھو۔

وَالرُّجُزَ فَاهْجُرُ (۵)

ناپاکی کو چھوڑ دئے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے گندگی کو چھوڑو یعنی بتوں کو اور نافرمانی الہی کو چھوڑو جیسے اور جگہ فرمایا:

يَأَيُّهَا النَّبِيُّ اتْقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْكُفَّارِينَ وَالْمُنْفَقِينَ (۳۳:۱)

اے نبی! اللہ تعالیٰ سے ڈر و اور کافروں اور منافقوں کی نہ مانو۔

وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ (۶)

اور احسان کر کے زیادتی کی خواہش نہ کر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عظیم و یکر زیادتی کے خواہاں نہ رہو۔ اہن مسعودؓ کی قرأت میں ان تسکھر ہے:

یہ بھی مطلب بیان کیا گیا ہے کہ اپنے نیک اعمال کا احسان اللہ تعالیٰ پر طلب زیادتی کے ساتھ نہ رکھو
اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ خیر کی طلب کی کثرت سے کمزوری نہ برتو۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اپنی نبوت کا بار احسان لوگوں پر رکھ کر اسکے عوض دینا طلبی نہ کرو۔
یہ چار قول ہوئے لیکن اول اولی ہے۔

وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ (۷)

اور اپنے رب کی راہ میں صبر کر،

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انگی ایذہ اپنے جو راہِ الہی میں تجھے پہنچ تو رب کی رضا مندی کی خاطر صبر و سہار کر۔ اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو
منصب دیا ہے اس پر لگئے رہیے اور جمع رہیے۔

فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّافُورِ (۸)

پس جب کہ صور پھونک جائے گا،

ناقول کا مطلب صور ہے۔

مند احمد ابن ابی حاتم میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میں کیسے راحت سے رہوں؟ حالانکہ صور والے فرشتے نے اپنے مد
میں صور لے رکھا ہے اور پیشانی جھکائے ہوئے حکمِ الہی کا منتظر ہے کہ کب حکم ہوا وہ صور پھونک دے۔

اصحاب رسول نے کہا یا رسول اللہ پھر یہ میں کیا ارشاد ہوتا ہے؟ فرمایا گوئی:
حسبنا اللہ و نعم الوکیل علی اللہ تو کلنا پھر صور کے پھونکے جانے کا ذکر کر کے یہ فرمایا کہ جب صور پھونک جائے گا۔

فَذِلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمُ عَسِيرٍ (۹)

ان کا یہ وقت ایک سخت دن ہوگا،

عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ (۱۰)

جو کافروں پر آسان نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور وہ دن اور وہ وقت کافروں پر بڑا سخت ہو گا جو کسی طرح آسان نہ ہو گا۔ چیزے اور جگہ خود کفار کا قول
مردی ہے کہ:

يَقُولُ الْكُفَّارُونَ هَذَا يَوْمٌ عَسِيرٌ (54:8)

آن کا دن تو بے حدگار اس پر اور سخت مشکل کا دن ہے۔

ولید بن مخیرہ کی ندامت:

جس خبیث شخص نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کفر کیا اور قرآن کو انسانی قول کیا اسکی سزاوں کا ذکر ہو رہا ہے۔

ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا (۱۱)

مجھے اور اسے چھوڑ دے جسے میں نے اکیلا پیدا کیا ہے۔

وَجَعَلْتُ لَهُ مَا لَا مَمْدُودًا (۱۲)

اور اسے بہت سامال دے رکھا ہے۔

وَبَنَيْنَ شُهُودًا (۱۳)

اور حاضر باش فرزند بھی۔

پہلے جو نعمتیں اس پر انعام ہوتی ہیں انکا بیان ہو رہا ہے کہ یہ تن تھا خالی ہاتھ و نیا میں آیا تھا۔ مال یا اولاد یا اور کچھ ساتھ نہ تھا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اسے مادر بنا دیا، ہزاروں لاکھوں دینا رز رز میں وغیرہ عناصر بت فرمائی اور با اعتبار اقوال کے تیرہ اور بعض اور اقوال کے دس لاکھ کے دینے جو سب کے سب اسکے پاس بیٹھے رہتے تھے۔ تو کرچا کر لوندی غلام کام کانج کرتے تھے اور یہ مزے سے اپنی زندگی اپنی اولاد کے ساتھ گزرتا تھا۔

وَمَهَدْتُ لَهُ ثَمَہِيدًا (۱۴)

اور میں نے اسے بہت کچھ کشادگی دے رکھی ہے۔

ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ (۱۵)

پھر بھی اسکی چاہت ہے کہ میں اسے اور زیادہ دوں۔

كَلَّا إِنَّهُ كَانَ لِيَأْتِنَا عَنِيدًا (۱۶)

غئیں نہیں، وہ ہماری ۲۱ نیوں کا مخالف ہے۔

سَأَرْهَقُهُ صَعُودًا (۱۷)

میں تو اسے مشقت والی تکلیف پہنچاؤں گا۔

غرض دھن و دولت لوندی غلام بال سچے آرام آسائش ہر طرح کی مہیا تھی، پھر بھی خواہش نفس پوری نہیں ہوتی تھی اور چاہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ اور بڑھادے حالات کا ایسا اب نہ ہوگا۔ یہ ہماری باقتوں کے علم کے بعد کفر اور سرکشی کرتا ہے اسے تو صعد

پر چڑھایا جائے گا۔

اہن ابی حاتم میں ہے کہ صعود جہنم کے ایک پہاڑ کا نام ہے جو آگ کا ہے اسے مجبور کیا جائے گا کہ اس پر چڑھے ہاتھ رکھتے ہی گھل جائے گا اور انحصارت ہی بدستور ہو جائے گا۔ اس طرح پاؤں بھی۔

حضرت اہن عباس فرماتے ہیں کہ صعود جہنم کی ایک چٹان کا نام ہے جس پر کافر کو اپنے مند کے بل گھسینا جائے گا۔ سندی کہتے ہیں کہ یہ پھر بڑا پھسلنا ہے۔

مجاہد کہتے ہیں کہ مطلب آیت کا یہ ہے کہ تم اسے مشقت والا عذاب کریں گے۔ قیادہ فرماتے ہیں کہ ایسا عذاب جس میں اور جس سے بھی بھی راحت حاصل نہ ہو۔ امام اہن جریساً کو پسند فرماتے ہیں۔

إِنَّهُ فَكَرَ وَقَدَرَ (۱۸)
اس نے غور کر کے کے تجویز کی۔

فَقْتِلَ كَيْفَ قَدَرَ (۱۹)
اسے ہلاکت ہو کیسی سوچی؟

الله تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اسے اس تکلیف وہ عذاب سے اس لئے قریب کر دیا کہ وہ ایمان سے بہت دور تھا وہ سوچ سوچ کر گھر نت گھر رہا تھا کہ وہ قرآن کو کیا کہے اور کیا بات بنائے۔

ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَرَ (۲۰)
وہ پھر غارت ہو کس طرح اندازہ کیا۔

پھر اس پر افسوس کیا جاتا ہے اور عرب محاورے کے مطابق اسکی ہلاکت کے کلئے کہے جاتے ہیں کہ یہ غارت کر دیا جائے یہ برباد کر دیا جائے۔

ثُمَّ نَظَرَ (۲۱)
اس نے پھر دیکھا۔

ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ (۲۲)
اور ترش روہو کر منہ بنالیا۔

ثُمَّ أَدْبَرَ وَأَسْتَكْبَرَ (۲۳)
پھر پیچے ہٹ گیا اور غرور کیا۔

فَقَالَ إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْثِرُ (۲۴)

اور کہنے لگا یہ تو صرف جادو ہے جو نقل کیا جاتا ہے۔

إِنْ هَذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ (۲۵)

سَوَاءٌ إِنْسَانٌ قَوْلٌ كَمَا يَحْكُمُ بَيْنَ

کہتا بد کلام سوچا اور کہتی ہے حیائی کی محنت بات گھر نکالی۔ بار بار کے غور و فکر کے بعد پیشانی پر بل ڈال کر منہ بگاز بگار کر جس سے ہٹ کر بھلائی سے منہ موز کراطاعت الٰہی سے سر پھیر کر دل کڑا کر کے صاف کہہ دیا یہ قرآن اللہ کا کلام نہیں بلکہ محمدؐ اپنے سے پہلے لوگوں کا جادو کا منتقل کر لیا کرتے ہیں اور اسی کو سنار ہے ہیں۔ یہ کلام اللہ نہیں بلکہ انسانی قول ہے اور جادو ہے جو نقل کیا جاتا ہے۔

اس ملعون کا نام ولید بن مغیرہ مخدومی تھا جو قریش کا سردار تھا۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ یہ ولید پلیہ حضرت ابو بکرؓ کے پاس آیا اور خواہش ظاہر کی کہ آپ کچھ قرآن سنائیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے چند آیتیں پڑھ کر سنائیں جو اسکے دل میں گھر کر گئیں۔

جب یہاں سے انکا اور کفار قریش کے مجھ میں پہنچا تو کہنے لگا لوگوں کی تعجب کی بات ہے (حضرت محمدؐ) جو قرآن پڑھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم نہ تو وہ شعر ہے نہ جادو کا منتقل ہے نہ مجنونا نہ ہڑا ہے بلکہ واللہ وہ تو خاص اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس میں کوئی مشکل نہیں۔ قریشیوں نے یہ سن کر سر پکڑا لیا اور کہنے لگے اگر یہ مسلمان ہو گیا تو ہم پھر قریش میں سے ایک بھی بغیر اسلام لائے باقی نہ رہے گا۔

ابو جہل کو جب یہ خبر پہنچی تو اس نے کہا گھبرا دیں دیکھو میں ایک ترکیب سے اسے اسلام سے پھیروں گا۔ یہ کہتے ہی اپنے ذہن میں ایک ترکیب سوچ کر یہ ولید کے گھر پہنچا اور کہنے لگا آپ کی قوم نے آپ کے لئے چندہ جمع کر کے بہت سماں جمع کر لیا ہے اور وہ آپ کو صدقہ میں دینے والے ہیں۔

اس نے کہا وہ کیا مزے کی بات ہے مجھے انکے چندوں اور صدقوں کی کیا ضرورت ہے دنیا جانتی ہے کہ ان سب میں مجھ سے زیادہ مال و اولاد و الا کوئی نہیں۔

ابو جہل نے کہایا تو ٹھیک ہے لیکن لوگوں میں ایسی باتیں ہو رہی ہیں کہ آپ جو ابو بکرؓ کے پاس آتے جاتے ہیں وہ صرف اس نے کہ ان سے کچھ حاصل وصول ہو۔ ولید نے کہا اور ہمیرے خاندان میں میری نسبت یہ چہ میگوں کیاں ہو رہی ہیں، مجھے مطلق معلوم نہ تھا، اچھا باب اللہ کی قسم نہیں ابو بکرؓ کے پاس جاؤں گا نہ عمرؐ کے پاس جاؤں گا اور نہ رسولؐ کے پاس جاؤں گا اور وہ تو جو کچھ کہتے ہیں وہ صرف جادو ہے جو نقل کیا جاتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائی یعنی ذریعی سے لا تذریع۔

ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا (۱۱) ... لَا ثُقْيٌ وَلَا تَذَرُ (۲۸)

سَأَصْلِيهِ سَقْرَ (۲۶)

میں اسے عنقریب دوزخ میں ڈالوں گا۔

وَمَا أُدْرَأَكَ مَا سَقْرُ (۲۷)

اور تجھے کیا خبر کہ دوزخ کیا چیز ہے۔

لَا ثُبُقٌ وَلَا تَذْرُ (۲۸)

نہ وہ باقی رسمتی ہے نہ چھوڑتی ہے۔

لَوَاحَةُ لِلْبَشَرِ (۲۹)

کھال کو جھلسادیتی ہے۔

عَلَيْهَا تِسْعَةُ عَشَرَ (۳۰)

اور اس پر انہیں فرشتے مقرر ہیں۔

اب اسکی سزا کا ذکر ہو رہا ہے کہ میں اسے جہنم کی ۲۱ گل میں غرق کر دوں گا، جو زبردست خوفناک عذاب کی ۲۱ گل ہے جو گوشت پوست کو رگ پھٹوں کو کھا جاتی ہے۔ پھر یہ سب نئے ۲۱ تے ہیں اور پھر جلانے جاتے ہیں۔ نہ موت ۲۱ نے گی ندراحت والی زندگی ملنے گی، کھال اور چڑی نے والی وہ ۲۱ گل ہے جو ایک ہی لپک میں جسم کو راست سے زیادہ سیاہ کر دیتی ہے۔ جسم و جلد کو بھون دیتی ہے۔ انہیں انہیں داروں نے اس پر مقرر ہیں جو نہ تھیں نہ رحم کریں۔

حضرت براء سے مروی ہے کہ چند یہودیوں نے صحابہ سے پوچھا تھا کہ جہنم کے داروغوں کی تعداد کیا ہے؟ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ پھر کسی شخص نے آنکھ حضور اکرم سے یہ واقع پیان کیا، اسی وقت آیت علیہا تسعہ عشر نازل ہوئی۔ آپ نے صحابہ کو شادی اور فرمایا ذرا انہیں میرے پاس تواڑے میں بھی ان سے پوچھوں کہ جنت کی مٹی کیا ہے؟ فرمایا سنو اوه سفید میدہ کی طرح ہے۔

پھر یہودی آپ کے پاس آئے اور آپ سے پوچھا کہ جہنم کے داروغوں کی تعداد کتنی ہے؟

آپ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں دو دفعہ جھکائیں، دوسری دفعہ میں انگوٹھا روک لیا یعنی انہیں۔

پھر آپ نے فرمایا تم بتلاو ک ک جنت کی مٹی کیا ہے؟

انہوں نے اہن سلام سے کہا آپ ہی کہیں۔ اہن سلام نے کہا کو یا وہ سفید روٹی ہے۔

آپ نے فرمایا یا درکھوی سفید روٹی وہ جو غالباً میدہ کی ہو۔ اہن ابی حاتم

جہنم کے داروغوں کا ذکر:

وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً ...

ہم نے دوزخ کے وارونے صرف فرشتوں کو کیے ہیں،

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عذاب کے کرنے پر اور جہنم کی تہبیانی پر ہم نے فرشتے ہی مقرر کئے جو رحم نہ کرنے والے اور رخت کلامی کرنے والے ہیں۔

اس میں مشرکین قریش کی تردید ہے: انہیں جس وقت جہنم کے داروغوں کی تعداد بتائی گئی تو ابو جہل نے کہا۔ قریشیو! اگر یہ انہیں ہیں تو زیادہ سے زیادہ ایک سو نو۔ ہم مل کر انہیں ہرا دیں گے۔ اس پر کہا جاتا ہے کہ وہ فرشتے ہیں انسان نہیں ہیں انہیں نہ تم ہر اسکو گئے تھکا سکو گے۔

وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِينَ أَوْثَوْا الْكِتَابَ وَيَزْدَادُ

الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا

اور ہم ان کی تعداد صرف کافروں کی ۲ زماں کے لئے مقرر کی ہے تاکہ اہل کتاب یقین کر لیں اور ایمان اور ایمان میں بڑھ جائیں۔

وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ أَوْثَوْا الْكِتَابَ وَالْمُؤْمِنُونَ

اور اہل کتاب اور مسلمان شک نہ کریں،

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس گفتگی کا ذکر تھا ہی امتحان کے لئے ایک طرف کافروں کا کفر کھل پڑا اور سری جاپ اہل کتاب کا یقین کامل ہو گیا کہ اس رسول اللہؐ کی رسالت حق ہے کیونکہ خود انکی کتاب میں بھی بھی گفتگی ہے تیرسی طرف ایماندار اپنے ایمان میں سوا ہو گئے۔ حضور اکرمؐ کی بات کی تصدیق کی اور ایمان بڑھا۔ اہل کتاب اور مسلمانوں کو کوئی شک و شبہ نہ رہا۔

وَلَيَقُولَّ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْكَافِرُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا مِنْتَأْ

اور جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ اور کافر کہیں کہ اس بیان سے اللہ تعالیٰ کی کیا مراد ہے؟

پیاروں منافق چیز اٹھئے کہ بھلا بتاؤ کہ اسے بیہاں ذکر کرنے میں کیا حکمت ہے؟

كَذِلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ

اسی طرح اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسی ہی باتیں بہت سے لوگوں کے ایمان کی محبوبی کا سبب ہن جاتی ہیں اور بہت سے لوگوں کے شہادے دل اور ذائقہ دل ہو جاتے ہیں۔

وَمَا يَعْلُمُ جُنُودُ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ

تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جاتا،

اللہ تعالیٰ کے یہ سب کام حکمت سے اور اسرار سے پڑھیں۔ تیرے رب کے لشکروں کی آنکھ اور انکی صحیح تعداد اور انکی کثرت کا کسی کو علم نہیں وہی خوب جانتا ہے۔ یہ سمجھو کر بس انہیں ہی ہیں افسوس کی آیت کے اول پرتو انکی نظریں ہیں لیکن آخری حصہ کے ساتھ وہ کفر کر رہے ہیں جہاں صاف الفاظ موجود ہیں کہ تیرے رب کے لشکروں کو سوا اسکے کوئی نہیں جانتا، پھر انہیں صرف کے کیا معنی؟

بخاری مسلم کی معرفت والی حدیث میں ثابت ہو چکا ہے کہ آنحضرت نے بیت المعاور کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ ساتوں آسمان پر ہے اور اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتوں نے جاتے ہیں، اسی طرح دوسرے روز ستر ہزار فرشتوں نے جاتے ہیں، اسی طرح ہمیشہ تک لیکن فرشتوں کی تعداد اس قدر کثیر ہے کہ جو آن گھنے انکی باری پھر قیامت تک نہیں آئے گی۔

فرشتوں کی کثرت کا ذکر:

مسنون احمد میں ہے رسول منبول فرماتے ہیں کہ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ ستا ہوں جو تم نہیں سنتے، آسمان چڑھا کر ہے ہیں اور انہیں چڑھانے کا حق ہے ایک انگلی لکانے کی جگہ ایسی خالی نہیں جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ بجدا ہے میں نہ پڑھا ہو اگر تم وہ جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو تم بہت کم بہت بہت زیادہ رو تھے اور بسروں پر اپنی یہو یوں کے ساتھ لذت نہ پا سکتے بلکہ فریاد و زاری کرتے ہوئے ہوئے جنگلوں کی طرف انکل کھڑے ہوتے۔

اس حدیث کو بیان فرمائ کر حضرت ابوذرؓ زبان سے بے ساختہ یہ انکل جاتا کہ کاش میں درخت ہوتا جو کاش دیا جاتا۔

یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی ہے اور امام ترمذی اسے حسن غریب بتلاتے ہیں۔ حضرت ابوذرؓ سے مرفوعاً بھی روایت کی گئی ہے۔

طرائفی میں ہے کہ ساتوں آسمان میں قدم رکھنے کی بالشت بھریا ہتھیلی جتنی جگہ بھی ایسی نہیں جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ قیام کی یا رکوع کی یا بجدا کی حالت میں نہ ہو، پھر بھی یہ سب کل قیامت کے دن کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ تو پاک ہے ہمیں جس قدر تیری عبادت کرنی چاہئے تھی اس قدر ہم سے ادنیں ہو سکی البتہ ہم نے تیرے ساتھ کسی کوشش یہ نہیں کیا۔

امام محمد بن انصار مروزیؓ کی کتاب الصلاۃ میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے سوال کیا کہ کیا جو میں سن رہا ہوں تم بھی سن رہے ہو؟

انہوں نے جواب میں کہا یا رسول اللہؐ ہمیں تو کچھ ساتھی نہیں دیتا۔

آپ نے فرمایا آسمانوں کا چہ چہ بولنا میں سن رہا ہوں اور وہ اس چہ چہ اہم پر ملامت نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس پر اس قدر فرشتے ہیں کہ ایک بالشت بھر جگد خالی نہیں، کہیں کوئی رکوع میں ہے اور کہیں کوئی سجدہ میں۔

دوسری روایت میں ہے کہ آسمان دنیا میں ایک قدم رکھنے کی جگہ بھی ایسی نہیں جہاں بجدا میں یا قیام میں کوئی فرشتہ نہ ہو، اسی لئے فرشتوں کا یہ قول قرآن کریم میں موجود ہے:

وَمَا مِنَ إِلَّا لَهُ مَقْعُومٌ - وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّانُونَ - وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ -

(37:164-166)

ہم میں سے ہر ایک کے لئے مقرر جگد ہے اور ہم صفحیں باندھنے والے اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنے والے ہیں۔ روایت ہے کہ حضرت عدی بن ارطاط نے مدارک کی جامع مسجد میں اپنے خطبہ میں فرمایا کہ میں نے ایک صحابی سے شاہد ہے انہوں نے نبی کریمؐ سے شاکر آپؐ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے بہت سے فرشتے ہیں جو جو ہر وقت خوفِ الہی سے کمپتا تر رہتے ہیں اُنکے ۲۷ نو گرتے رہتے ہیں اور وہ ان فرشتوں پر پہنچتے ہیں جو نماز میں مشغول ہیں اور ان میں سے ایسے فرشتے بھی ہیں جو ابتداء دنیا سے رکوع میں ہی ہیں اور بعض احمد سے میں ہی ہیں قیامت کے دن اپنی پیچھے اور سراخا کہیں گے اور نہایت عاجزی سے جناب باری میں عرض کریں گے کہ یا الہی تو پاک ہے ہم سے تیری عبادت کا حق ادا نہیں ہو سکا۔

اس حدیث کی اسناد میں کوئی حرج نہیں۔

وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْبَشَرِ (۳۱)

یہ کل بنی آدم کے لئے سراسر پند و صحیح ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ آگ جس کا وصف تم من پکھئی یہ لوگوں کے لئے سراسر باعث عبرت و صحیح ہے۔

كَلًا وَالْفَمَرِ (۳۲)

جس کہتا ہوں قسم ہے چاند کی

وَاللَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ (۳۳)

اور رات کی جب وہ پیچھے ہٹھے۔

وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ (۳۴)

اور صبح کی کہ جب کہ وہ روشن ہو جائے

إِنَّهَا لِإِحْدَى الْكُبَرِ (۳۵)

کہ یقیناً جہنم بڑی چیزوں میں سے ایک ہے۔

نَذِيرًا لِّلْبَشَرِ (۳۶)

بنی آدم کوڈ رانے والی

لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ (۳۷)
 یعنی اسے جو تم میں سے ۲ گے بڑھنا چاہے یا پیچے بٹھنا چاہے۔

پھر چاند کی رات کے جانے کی صبح کے روشن ہونے کی قسمیں کھا کھا کر فرماتا ہے کہ وہ آگ ایک زبردست اور بہت بڑی چیز ہے، جو اس ذرا اوپر کو قبول کر کے حق کی راولگانہ چاہے لگ جائے جو چاہے باوجود اسکے بھی حق کو پیچھی دیتا رہے اور اسی سے دور بھاگتا رہے اور اسے رد کرتا رہے۔

نفس اپنے اعمال پر پکڑا جائے گا:

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ (۳۸)
 ہر شخص اپنے اعمال میں محبوس اور بدلہ ہے۔

إِلَى أَصْحَابِ الْيَمِينِ (۳۹)
 مگر دائیں ہاتھ والے

فِي جَنَّاتٍ يَتَسَاءَلُونَ (۴۰)
 کہ وہ بہشتوں میں بیٹھے ہوئے سوال کرتے ہوں گے

عَنِ الْمُجْرِمِينَ (۴۱)

گنہگاروں سے

مَا سَلَكُوكُمْ فِي سَقَرَ (۴۲)
 کہ تمہیں دوزخ میں کس چیز نے ڈالا؟

اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ ہر شخص اپنے اعمال میں قیامت کے دن جکڑا بندھا ہو گا لیکن جکٹے دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ یا ہے وہ جنت کے بالاخانوں میں جیتن سے بیٹھے ہوئے جہنم والوں کو بدترین عذابوں میں دیکھ کر ان سے پوچھیں گے کہ تم پہاں کیسے پہنچ گئے؟

قَالُوا لَمْ نَكُ منَ الْمُصَلَّيِنَ (۴۳)
 وہ جواب دیں گے کہ تم نمازی نہ تھے۔

وَلَمْ نَكُ نُطِعِ الْمِسْكِينَ (۴۴)
 نہ مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے۔

وَكُنَّا نُخْوضُ مَعَ الْخَاتِصِينَ (٤٥)

اور ہم بحث کرنے والے انکاریوں کا ساتھ دے کر بحث مباحثہ میں مشغول رہا کرتے تھے۔

وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ (٤٦)

اور جزا اسرا کے دن کو بھی ہم سچائیوں جانتے تھے۔

حَتَّىٰ أَتَانَا الْيَقِينُ (٤٧)

یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی۔

وہ جواب دیں گے کہ ہم نے نہ قرب کی عبادت کی نتیجوں کے ساتھ احسان کیا بغیر علم کے جزو بان پر چڑھا کر کتے رہے۔ جہاں کسی کو اعتراض کرتے سنائے ہم بھی ساتھ ہو گئے اور با تینیں بنانے لگے اور قیامت کے دن کی تکمیل یہی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ موت آگئی۔

یقین کے معنی موت کے اس آیت میں بھی ہیں:

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ (١٥:٩٩)

موت کے وقت تک اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگا رہ۔

فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ (٤٨)

پس انہیں سفارش کرنے والوں کی کی سفارش لفظ نداے گی۔

اب اللہ درب العزت فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کی کسی کی سفارش اور شفاعت لفظ نداے گی اس نے کہ شفاعت وہاں نافع ہوتی ہے جہاں محل شفاعت ہو لیکن جو کوئی کفر پر نکلا ہوا گئے لئے شفاعت کہاں؟ وہ ہمیشہ کے لئے ہاویہ میں گئے۔

فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُغَرِّضِينَ (٤٩)

انہیں کیا ہو گیا ہے؟ کہ نصیحت سے منہ موزر ہے ہیں۔

كَانُهُمْ حُمُرٌ مُسْتَنْفِرَةٌ (٥٠)

گویا کہ وہ بد کے ہوئے گدھے ہیں۔

فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ (٥١)

جو شیر سے بھاگے ہوں۔

فرمایا کیا بات ہے کوئی وجہ ہے کہ یہ کافر تیری نصیحت اور دعویٰ سے منہ پھیر رہے ہیں اور قرآن وحدہ بیث سے اس طرح بھاگتے ہیں جیسے جنگلی گدھے شکاری شیر سے۔

بَلْ يُرِيدُ كُلُّ أَمْرٍ مِّنْهُمْ أَنْ يُؤْتَى صُحْفًا مُّتَشَرِّقًا (۵۲)

بلکہ ان میں سے ہر شخص چاہتا ہے کہ اسے کھلی ہوئی کتابیں دی جائیں۔

اللہ فرماتا ہے کہ یہ شرکیں تو چاہتے ہیں کہ ان کے ہر شخص پر علیحدہ علیحدہ کتاب اترے جیسے اور جگہ انکا مقولہ ہے:

وَإِذَا جَاءَتْهُمْ ءَايَةً قَالُوا

لَنْ تُؤْمِنُنَ حَتَّىٰ تُؤْتَىٰ مِثْلَ مَا أُوتَىٰ رُسُلُ اللَّهِ اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رَسَالَتُهُ (۶:۱۲۴)

جب انکے پاس کوئی آیت آتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ وہ نہ دیجے جائیں جو اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو بخوبی علم ہے کہ رسالت کے قابل کون ہے؟

اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ تم بغیر عمل کے چھکاراؤ دیجے جائیں۔

كَلَّا بَلْ لَا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ (۵۳)

ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا، دراصل یہ قیامت سے بے خوف ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دراصل وجہ یہ ہے کہ انہیں آخرت کا خوف ہی نہیں کیونکہ انہیں اسکا یقین نہیں اس پر ایمان نہیں بلکہ اسے جھٹلاتے ہیں تو ذرتے کیوں؟

كَلَّا إِلَهٌ ثَدْكِرَةٌ (۵۴)

چیزیں تو یہ ہے کہ یہ قرآن ایک نصیحت ہے۔

فَمَنْ شَاءَ ذَكَرَهُ (۵۵)

اب جو چاہے اسے یاد کر لے

وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ...

اور وہ جب ہی یاد کریں گے جب اللہ تعالیٰ چاہے

اللہ فرماتا ہے کہ چیزیں تو یہ ہے کہ یہ قرآن محض نصیحت دموعظت ہے جو چاہے عبرت حاصل کر لے اور نصیحت پکڑ لے جیسے فرمان ہے:

وَمَا شَشَأُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ

(76:30)

تمہاری چاہتیں اللہ تعالیٰ کی چاہت کی تابع ہیں۔

هُوَ أَهْلُ النَّقْوَىٰ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ (۵۶)

وَهُوَ أَسِي لَا تَقْ بَهُ كَمَا سَعَىٰ

الله تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسی کی ذات اس قابل ہے کہ اس سے خوف کھایا جائے اور وہی ایسا ہے کہ ہر رجوع کرنے والے کی توبہ قبول فرمائے۔

مند احمد میں ہے کہ رسول کریم نے اس آیت کی تلاوت کی اور فرمایا کہ تمہارا رب فرماتا ہے کہ میں حقدار ہوں کہ مجھ سے ذرا جائے اور میرے ساتھ دوسرا معبد نہ پھرایا جائے جو میرے ساتھ شریک ہنانے سے پیچ گیا تو وہ میری بخشش کا مستحق ہو گیا۔ ابن ماجہ نسائی اور ترمذی میں بھی یہ حدیث ہے اور امام ترمذی اسے حسن غریب کہتے ہیں۔



© Copy Rights:
Zahid Javed Rana, Abid Javed Rana
Lahore, Pakistan
www.quran4u.com